اسلام کا مقدمہ
از ڈاکٹر سید عبداللہ
دار الفکر
لاہور

پیشکش ——— ادارۂ مطالعہ و تحقیق ۔ لاہور

عنوان ——— اسلام کا مقدمہ

مؤلف ——— ڈاکٹر سید محمد عبداللہ

ناشر ——— دار الفکر ۔ لاہور

طابع ——— اردو ڈائجسٹ پرنٹرز لاہور

خوشنویس ——— محمد حنیف قریشی

طباعت ——— آفسٹ

سرورق ———

اشاعت اول ——— ۵ ہزار

قیمت فروخت ——— ۱ روپے

قیمت برائے مفت تقسیم کنندگان ——— (فی سیکڑہ) ۸۰ روپے

دار الفکر ۔ معرفت دفتر ستیارہ ۔ اچھرہ ۔ لاہور

حرفِ آغاز

سیاسی موضوعات پر لکھنا میرا شیوہ نہیں ۔۔۔ میں سیاست کے خار زار سے ہمیشہ بچا ہوں اس کے علاوہ ملازمت اور بیماری کے آداب بھی مانع ہیں۔ ایسی وہ حد ہے جس سے میں نے کبھی تجاوز نہیں کیا۔

اس گلستاں میں نہیں حد سے گزرنا اچھا

ناز بھی کر تو باندازۂ رعنائی کر

ایسی حال ہے کہ مجھے اپنی رعنائی کا کوئی زعم ہی نہیں اور اپنی بدنمائی اور چھوٹائی کا نقش گہرا ہے۔

طاؤس را بہ نقش و نگارے کہ ہست خلق

تحسین کنند و او خجل از پائے زشت خویش

(ترجمہ: لوگ تو مور کی اس کے نقش و نگار کی وجہ سے تعریف کرتے ہیں اور وہ خود جب اپنے بدصورت پاؤں پر نظر ڈالتا ہے تو شرمندہ ہو رہتا ہے)

بااینہمہ کبھی کبھی اس خول سے نکلنا ہی پڑتا ہے کیونکہ احوال سے بالکل

غافل رہنا اور ہمیشہ اپنے ہی دکھوں کا مرثیہ لکھتے رہنا ممکن نہیں — دنیا کے احوال پر بھی کچھ کہنا ہی پڑ جاتا ہے ؎

مقام ایسے بھی آ جاتے ہیں بیدادِ محبت میں
کہ اس نامہرباں کو مہرباں کہنا ہی پڑتا ہے

محض تائیدِ ایزدی

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا مقدمہ جب بھی ہار گیا، تیاری کے بغیر ہی ہار گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نام کی پوری برکتوں کے باوجود مفادِ اسلامی کو پوری کامیابی کبھی نہیں ہوئی۔ یہ اور بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کا خود محافظ ہے۔ اس لیے کچھ نہ کچھ رنگ روپ ہر حال میں باقی رہتا ہے ورنہ مفادِ اسلامی کے لیے مؤثر سعی بہت کم ہوئی ہے یعنی دورِ جدید میں۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ ہم اس معاملے میں محض تائیدِ ایزدی کا نام لے کر وہ عقلی تدبیریں اختیار نہیں کرتے جو کسی اہم تحریک یا دعوت کی کامیابی کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔۔۔ ہر تحریک یا دعوت کا عقلی منصوبہ بھی ہونا چاہیے۔ اس منصوبے کی تشکیل کے لیے مقصد کا تعین، اس کے حصول کی ضرورت اور کیفیات، تدریجی اور الگ الگ طریقوں کی تعیین، ماحول کے نفسیاتی عوامل، اور مخالفینِ تحریک کی نفسیات اور ان کے مختلف

منصوبوں کا علم —— اور سب سے آخر میں مناسب تدبیرِ جنگ اور اپنے محاذ کی یک جہتی اور استحکام لازمی امور ہیں۔

کیا ہمارے یہاں کے اسلام دوست محاذ نے اس قسم کا کوئی منصوبہ بنایا ہے؟ جواب تقریباً نفی میں ہے۔ تقریباً اس لیے کہ ایک آدھ جماعت نے اس انداز میں کچھ سوچا بھی ہے مگر وہ بھی اس لیے بے اثر ہے کہ محاذ کے باقی طبقات کسی اور انداز میں سوچتے اور چلتے رہے بلکہ جو کوشش ہو رہی ہے اسی کو گراتے رہتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ خطبے اور تقریریں ادھر ادھر سب علما کرتے رہتے ہیں لیکن اس مسئلے کو عقلی اور سائنسی طور سے سوچ کر کوئی منصوبہ کسی نے نہیں بنایا۔

اسلام دینِ فطرت ہے، خدا کا اپنا دین ہے اور بیشک وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ مگر اس میں مسلمانوں کا —— اور سب سے زیادہ علماء کا فرض ہے کہ وہ اس حفاظت کے انسانی پہلوؤں کی حد تک اس کے لیے سرگرم ہو جائیں اور وہ تدبیریں اختیار کریں جو عقلی اور سائنسی انداز میں سوچی ہوئی ہوں۔

سب سے پہلے دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان میں اسلام کا مسئلہ ہے کیا؟ یعنی ہم کیا چاہتے ہیں؟ اس کے راستے میں کون کون سی حریف طاقتیں کھڑی ہیں؟ اور انہیں دور کر کے اپنے نصب العین کی کامیابی کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

ہم کیا چاہتے ہیں؟

ہم کیا چاہتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ پاکستان کا مقصد یہی ہے کہ پاکستان میں اسلامی عقیدوں کو رائج کیا جائے۔

اس مقصد کے لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اپنے وطن کے لیے اسلامی دستور کا ایک خاکہ تیار کریں جس میں یہ بتایا جائے کہ پاکستان کے مخصوص حالات میں ہم اسلام کے نفاذ کے لیے کیا تشکیل اختیار کریں گے۔ اس تشکیل میں زندگی کا پورا نقشہ آنا چاہیے۔ معاشرت کی واضح تصویر، معاشی و اقتصادی انصاف کا عملی خاکہ، قوانین عدل و محاکمات کی تسلی بخش تصویر ــــ اور ذوقی و ثقافتی زندگی کے بارے میں مجوزہ حکومت کے رویے صاف صاف سامنے آنے چاہئیں۔

متحدہ محاذ کی ضرورت

جب یہ ہو جائے تو تمام اسلام دوست قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی کوشش ہونی چاہیے ــ یہ افسوس کا مقام ہے کہ علما (اکثر و بیشتر) فرقے اور شخصیات میں بُری طرح ملوث ہیں اور جزوی عقیدوں پر اُمّت کے عظیم مقاصد کو قربان کر دیتے ہیں اور یہ بات آج سے نہیں قدیم سے ہے۔ اسلام کے مقاصد عظیم برباد ہو جائیں تو ہو جائیں لیکن حریف کو شکست دینا لازم ہے۔ یہ ذہنیاتی رویہ آج بھی شدت سے موجود ہے بعض بڑے بڑے علما اسلام کے مخالف کیمپ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس مقصد سے کہ اس سے ان کا حریف رسوا ہو گا ــــ وہ یہ نہیں جانتے کہ اسلام کے دشمن پہلے ایک قومی حریف کو آپ کی مدد سے رسوا اور ذلیل کریں گے پھر آپ کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ تاریخ میں مسلمانوں کے زوال کی یہ داستان قدیم سے ہے اور آج بھی

دہرائی جا رہی ہے۔

بہرحال مقصد یہ ہے کہ اس آنے والی لڑائی میں اسلام دوست افراد اور جماعتوں کو عظیم تر مقاصد کے لیے متحد ہونا چاہیے خواہ اس میں ان کے فرقے یا ذاتی وقار کا کچھ نقصان ہی کیوں نہ ہو ــــ اسلام کا متحدہ محاذ اس وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے۔

مقاصدِ اسلامی کی مہم کے لیے عقلی اور سائنسی تجزیہ حالات بھی ضروری ہے۔ عقلی طور سے یہ سمجھنا چاہیے کہ اس وقت جن رجحانات کا مقابلہ کرنا ہے وہ کیا ہیں؟ میری دانست میں قیامِ پاکستان کے بعد دو خطرناک رجحانات سامنے آئے ہیں (الف) لادینیت (ب) اشتراکیت، اور موجودہ ساعت میں الف بھی گو موجود ہے مگر اشتراکیت ہماری زندگی کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔

خطرے کی نوعیت

اس کا مقابلہ کرنے کے لیے پہلے معین طور پر یہ سمجھنا ہو گا کہ اشتراکی خطرے کی نوعیت کیا ہے؟ اشتراکی خطرہ صرف لادینی کی حد تک نہیں بلکہ زندگی کے سارے جسم و جان سے اس کا تعلق ہے۔ عقائدِ توحید و رسالت، عقائدِ اخلاقی و معاشرتی، عقائدِ معاشی و اقتصادی، غرض زندگی کے کل رویے اس کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں ــــ

وہ علما جو اسے محض معاشی انصاف کا مسئلہ سمجھتے ہیں سخت بے خبر ہیں۔ لازم ہے کہ ہر دینی جماعت اور ہر دینی مدرسے میں سوشلزم کے مضمون کا ایک پرچہ پڑھایا جائے تاکہ طلبائے علوم دین اور خدام دین اس کی صحیح نوعیت سے باخبر ہوں اور ان غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوں جن سے بے خبری کا پہلو نکلتا ہے۔

جدید علم کلام

اس غرض کے لیے علما، اور جید دار العلوم اپنے مرکز مطالعہ و تحقیق قائم کریں۔ اور دین اور سوشلزم بلکہ پوری مغربی زندگی کے تقابلات کو طلبائے دین اور عامۃ المسلمین کے ذہن نشین کرائیں ــــــ ہر مسجد کو اس مطالعہ و تحقیق کا مرکز بن جانا چاہیے ــــ اس طرح وہ جدید علم کلام ظہور میں آئے گا جس کی اس دور کو ضرورت ہے۔

جو لوگ سوشلزم کے محاذ پر اپنے آپ کو پیش کرنا چاہتے ہیں انہیں سوشلزم کی مدعی جماعتوں کے کوائف سے بھی باخبر ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ بالکل ممکن ہے کہ ہم اپنی بے خبری کی وجہ سے ایسے لوگوں کو بھی سوشلسٹ کہہ رہے ہوں جن کی سوشلزم سے دلچسپی محض معاشی تنگ دستی کی وجہ سے ہو۔

میری رائے میں کوشش یہ ہونی چاہیے کہ سوشلزم کے مدعیوں کے اس طبقے کی تسخیر کرنی چاہیے جو اسلام کا مخالف نہیں بلکہ موجودہ معاشی بدنظمی کی وجہ سے بددل ہے۔

اسلام کا صحیح تعارف

اس کے لیے ضروری ہے کہ علماء ملک کے معاشی مسئلوں کا مطالعہ کریں۔ اور ان بے اعتدالیوں کا جائزہ لیں جو معاشی بدنظمی کی ذمے دار ہیں۔ میرے خیال میں مندرجہ ذیل طریقے سے مختلف طبقوں کی تسلی کا پورا سامان کرنا چاہیے۔

(الف) یہ یقین دلانا چاہیے کہ اسلام استحصال کی ہر شکل کا مخالف ہے۔

(ب) وہ مزدوروں کی خوش حالی کا مدعی ہے۔

(ج) وہ کسانوں سے ہمدردی رکھتا ہے۔ اور زمینداروں کے تعلق میں انہیں حق رسید دیکھنا چاہتا ہے۔

(د) بے روزگاروں، بے نواؤں اور یتیموں اور بیواؤں کی مدد کے لیے زکوٰۃ فنڈ کی تنظیم کرنا چاہتا ہے۔

(ہ) بگڑی ہوئی دولت مندی کو ایک مرض خیال کرتا ہے ــــ اور قوم کو اسلامی نظریہ نعمت و فضل سے روشناس کراتا ہے ــ اور فرد کی جائز ذاتی آزادی میں مخل نہیں۔

(س) اسلام سود اور سرمایہ کاری اور سرمایہ داری کا دشمن ہے۔

(ص) لیکن اسلام روزی کمانے اور اس کے لیے محنت کرنے کو ضروری سمجھتا ہے۔

(ط) پھر عورتوں میں کام کرنے کی بے حد ضرورت ہے کیونکہ مسلمان عورت

کو کالج اور مدرسے میں اسلام سے سخت بدظن کر دیا گیا ہے۔ اس وقت مسلمان عورتیں سب سے زیادہ اسلام کے بارے میں متشکک ہیں۔ انہیں یقین دلانا چاہیے کہ اسلام عورتوں کے حقوق کا محافظ ہے اور ان کی جائز آزادی کا مخالف نہیں اور سوسائٹی میں عورت کا بڑا درجہ ہے۔

(ط) طلبہ میں بھی کام کرنے کی ضرورت ہے — اور یہ پُرزور مطالبہ کرنا لازم ہے کہ ملکی تعلیم کو اسلامی روح سے سرشار کیا جائے (میں عنقریب اسلامی نظامِ تعلیم پر ایک مضمون لکھوں گا۔)

(ف) عام شہریوں کے مسائل میں دلچسپی لینے کی بے حد ضرورت ہے — اس دلچسپی کا مرکز مسجد ہو تو سبحان اللہ۔ بہر حال اسلامی دعوت محض بے مقصد یا جذباتی یا ذاتیاتی خطبوں سے ممکن نہیں — اس کے لیے ہر محاذ پر کام کرنا ہوگا۔

موجودہ جمہوری تحریک

میں موجودہ جمہوری تحریک سے مطمئن نہیں ہوں — میری دانست میں احیائے دینی کے سلسلے میں یہ دوسری بڑی تاریخی غلطی ہے — پہلی غلطی تحریک پاکستان میں ہوئی تھی اور وہ یہ کہ نام تو اسلام کا لیا گیا تھا لیکن اسلامی و دینی زندگی پر کسی نے اصرار نہ کیا نتیجہ یہ کہ لادینی طبقے تحریک پر قابض ہو گئے — اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ لادینی

پر قابض ہونے والوں نے اسلامی دعوت کو کچل کر رکھ دیا — اور گزشتہ دس برس میں تو اشتراکی قلم کاروں کو قوم کے جملہ وسائل نشر و اشاعت کا مالک بلا اشتراکِ غیر بنا دیا گیا ہے — اب تحریکِ جمہوریت میں پھر وہی غلطی ہو رہی ہے — یعنی اسلامی نظام کی دعوت اس لیے پس پشت پھینک دی گئی کہ جمہوری دستور کی خاطر اتحاد برقرار رہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ جمہوریت کی بحالی کے ساتھ اسلام پر بھرپور حملہ ہوگا۔ اور اس وقت علماء بھی بے بس ہوں گے اور دوسرے اسلام پسند بھی!

میری آرزو ہے کہ تحریکِ جمہوریت میں شریک جماعتیں اسلامی نظامِ زندگی اور اسلامی دستور کو اوّلیں مطالبے کے طور پر پیش کریں۔

جدید تعلیم یافتہ گروہ

میں تعلیم یافتہ جماعت سے کبھی مطمئن نہیں ہوا۔ یہ جماعت معترض تو بہت اچھی ہے لیکن دین کے بارے میں سخت بے حس اور اب منحرف — اور اس جماعت کے لوگ بے عمل بھی ہیں۔ تاہم اگر اس جماعت میں کچھ نیک دل لوگ باقی ہیں۔ تو ان کا فرض ہے کہ وہ طلبا اور دوسرے جدید حلقوں میں اسلام کو ایک خوبصورت آسانی پسند اور معقول مذہب کے طور پر پیش کر کے اپنا فریضہ ادا کریں — آخر زندگی میں انہیں بھی کسی بلند مقصد کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔

دار الفکر لاہور

زیر طبع عوامی پمفلٹ

○ اسلام اپنے گھر میں اجنبی	ڈاکٹر سید عبداللہ
○ اسلام کا مقدمہ	" " "
○ سوشلزم — ایک تضاد	عارف عرفان
○ عوامی معیشت اور اس کے تقاضے	پروفیسر اکرم طاہر۔
○ جاگ جوان	(عوامی نظم)
○ اقبال، مغربی مادیت اور سوشلزم	نعیم صدیقی ایڈیٹر سیارہ
○ خدا، نماز، اقبال اور سوشلزم	" " " "
○ حقیقت "العفو"	" " " "
○ مارکسی انقلاب اور محمدی اقبال	ڈاکٹر سید عبداللہ
○ اسلامی سوشلزم کیوں نہیں!	نعیم صدیقی ایڈیٹر سیارہ
○ موجودہ معاشی گرداب سے راہ نجات	" " "
○ اقبال — بطور سوشلزم گواہ کے! ("ایک مزدور" ذوالفقار علی کے جواب میں)	" " " "

ادارۂ مطالعہ و تحقیق
اس ادارے کا ایک بڑا مقصد تعلیم یافتہ طبقوں، عوام
اور نوجوانوں کی ذہنی تعمیر ہے۔ اس مقصد کے لئے
عالمی نظریات، تہذیبوں اور تحریکوں کے متعلق ایسا
لٹریچر تیار کیا جا رہا ہے جس میں موجودہ عالم افکار اور
تاریخی عوامل کا ناقدانہ تجزیہ
اسلامی شعور و حکمت کی روشنی میں پیش کیا گیا ہو
نعیم صدیقی
ڈائرکٹر
ادارۂ مطالعہ و تحقیق (ایڈیٹر۔ سیارہ) اچھرہ، لاہور
دار الفکر
لاہور
صحت مند تعمیری اور معلوماتی لٹریچر
کا نظام اشاعت
ناظم دار الفکر۔ لاہور
معرفت:۔ دفتر ماہنامہ سیارہ۔ اچھرہ۔ لاہور
قیمت فی: ۱۰ پیسے (فی سیکڑہ -/۸ روپے)